

چھوڑوں گا۔ جواب ملتا ہے کہ آپ کی کمر ہے کیا، جسے کس کے باندھا جائے؟ کیا ہیں اس کی حقیقی حیثیت سے واقف نہیں؟ یعنی جو کمر اتنی پتلی ہے کہ اسے موہوم مانا جاتا ہے، اسے آپ کس کر کیا باندھیں گے؟

۵۔ شرح : میں نے محبوب کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے گھر بار لٹا دیا اور اپنی حیثیت بگاڑ لی۔ اس پر دوسروں کا طعنہ دنیا تو تعجب کا مقام نہ تھا لیکن دیکھیے، محبوب بھی یہی کہہ رہا ہے کہ یہ ایک بے ننگ و نام شخص ہے۔ نہ اس کی کوئی حیثیت ہے، نہ معاشرے میں کوئی مرتبہ ہے۔ نہ اسے کوئی امتیاز حاصل ہے، اب میں ایسے شخص سے کیا ملوں، جس کے پاس نہ گھر ہے، نہ شریفیوں کا ساہو سامان ہے اور مال اسباب ہے۔

شعر کا اسلوب ایسا ہے کہ اسے مضامین غزل کے بجائے زندگی کی ہر صورت حل پر ڈھال سکتے ہیں۔ مثلاً سیکڑوں مثالیں ملتی ہیں کہ لوگوں نے قوموں اور ملکوں کی بہتری برتری کے لیے اپنا سب کچھ لٹا دیا اور انھیں لوگوں کی نظروں میں بے وقعت اور ذلیل ہوئے، جن کی خاطر قربانیاں کی تھیں۔ غرض شعر میں عمومیت ہے اور اس کا اطلاق مختلف معاملات پر ہو سکتا ہے۔ مرزا کے غیر فانی شعروں میں ایک یہ بھی ہے۔

۶۔ شرح : خواجہ حالی فرماتے ہیں :

”طالب راہ خدا کو جو حالت ابتدا میں پیش آتی ہے، اس کو اس تمثیل میں بیان کیا ہے۔ طالب اول اول جس شخص میں کوئی کرشمہ یا وجد و سماع و جوش و خروش دیکھتا ہے، اسی کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ پھرتا ہے۔ پھر جب کوئی اس سے بڑھ کر نظر آتا ہے تو اس کا تعاقب کرتا ہے، وہلم جہا اور وجہ اس تذبذب اور تزلزل کی یہی تو ہے کہ وہ کالمین کو پہچان نہیں سکتا۔“

یہ شعر کا صرف ایک پہلو ہے۔ زندگی کے ہر دائرے میں ایسے ہی حالات پیش آتے رہتے ہیں کہ انسان جس شخص کو دوسروں کے مقابلے میں ذرا اتار چلنے والا مانتا ہے،